www.KitaboSunnat.com

PDF Split DEMO : Purchase from www.A-PDF.com to remove the waterma

نمبر شمار	عنوان	الفاظ متعلقہ
	ناگہاں	دیکھیے "اچانک"
۹	نام۔ رکھنا	اِسمٌ اور سَمّٰی۔ لَقَبَ۔ نَبَزَ اور فلان (۴)
۱۰	نامبارک	مشئمۃ۔ نحس۔ حُسُوم (۳)
	نامبارک سمجھنا	دیکھیے "بدبختی"
۱۱	نجات پانا	نَجٰی۔ فَازَ (۲)
۱۲	نذرونیاز	نَذر۔ قُربان (۲)
۱۳	نرم ہونا۔کرنا	لَانَ اور اَلَانَ۔ اَدْهَنَ۔ اٰوَّهَ (اوہ) تَلَطَّفَ (۴)
۱۴	نزدیک ہونا۔کرنا	کَادَ۔ قَرُبَ۔ دَنٰی۔ اٰزِفَ۔ زَلَفَ۔ قَابَ۔ اِقْتَرَنَ (۷)
۱۵	نشانی	اثر۔ علامت۔ اٰیۃ۔ مُبصرۃ شَرط۔ نصب۔ سیما۔ شعائر (۸)
۱۶	نشان لگانا	سَوَّمَ۔ وَسَمَ (۲)
۱۷	نصیحت کرنا	نَصَحَ۔ ذَکَّرَ۔ وَعَظَ۔ وَصّٰی
	حاصل کرنا	اِعْتَبَرَ اور عبرۃ (۵)
۱۸	نعمت	نِعْمَۃ۔ نَعْمَۃ۔ اٰلَاء (۳)
۱۹	نعمت عطا کرنا	اَنْعَمَ۔ خَوَّلَ۔ اَتْرَفَ۔ اَغْنٰی۔ اَقْنٰی (۵)
۲۰	نقصان۔ہونا اٹھانا	ضَرَّ اور ضَیْر۔ خَسِرَ۔ کَسَدَ۔ بَخَسَ۔ بَار اور بَوَار۔ غَرَم (۶)
۲۱	نکاح کرنا۔کرانا	نَکَحَ اور اَنْکَحَ۔ زَوَّجَ (۲)
۲۲	نکلنا	خَرَجَ۔ بَرَزَ۔ نَفَرَ۔ غزی۔ زَهَقَ۔ نَفَذَ۔ سَلَّلَ۔ لِوَاذًا دَفَقَ۔ شَرَقَ۔ طَلَعَ (۱۱)
۲۳	نکالنا	اَخْرَجَ۔ بَوَّرَ۔ طَرَدَ (۳)
۲۴	نگاہ	طَرْف۔ بَصَر (۲)
۲۵	نگہبان	حافظ اور حفیظ۔ رقیب۔ مقیت (قوۃ) حَرَس۔ مُهَیْمِن (۵)

نمبر شمار	عنوان	الفاظ متعلقہ
۲۶	نگلنا	بَلَعَ۔ مَرَأَ۔ اَسَاغَ۔ غَصَّ۔ لَقِفَ اِلْتَقَمَ (۶)
۲۷	نہانا۔ دھونا	غَسَلَ اور اِغْتَسَلَ۔ طَهَّرَ اور اِطَّهَّرَ (۲)
۲۸	نہیں	لَیْسَ۔ لَا۔ لَمْ۔ لَنْ۔ اِنْ۔ مَا۔ هَلْ (۷) لَا۔ لَمَّا۔ بَلٰی۔ کَلَّا۔ مَا۔ اِنَّمَا۔ لَاتَ (۷)
۲۹	نیا۔ نیا ہونا	حَدَثَ۔ جَدَّ۔ بَدَعَ (۳)
۳۰	نیچے	تَحْتَ۔ اَسْفَل، سَافِل، سُفْلٰی (۴)
۳۱	نیچے (پست) کرنا	خَفَضَ۔ غَضَّ۔ قَصَرَ۔ خَشَعَ (۴)
۳۲	نیک۔ نیک بخت	صالح۔ ابرار۔ بَرَرَۃ۔ رشید۔ سعید۔ مُتَّقِیْن۔ رَبَّانِیُّوْن (۷)
۳۳	نیکی۔ نیک کام	عُرْف اور مَعْرُوف۔ حَسَنَۃ۔ خَیر۔ بِرّ (۴)
	نیکی کرنا	اَحْسَنَ۔ اَنْعَمَ دیکھیے "احسان کرنا"
		و
	واضح کرنا۔ ہونا	دیکھیے بیان کرنا کے تحت بَیَّنَ۔
۱	وافر۔ بہت	کثیر اور کوثر۔ جمّ۔ مرکوم۔ لُبَد اور لِبَد۔ رَغَد۔ غَدَق۔ ثجاج۔ موفور (۸)
	واقعات	دیکھیے "کہانیاں"
۲	والا۔ والے	اَصْحَاب۔ اٰل۔ اَهْل۔ ذُو۔ اولو (۵)
	وحی	"دل میں بات ڈالنا"
۳	وراثت	ولایت۔ تُراث (۲)
	وسوسہ	"دل میں بات ڈالنا"
	وعدہ	"عہد، وعدہ"
۴	وقت	وَقْت اور مِیقَات۔ حِیْن اور حِیْنَئِذٍ۔ اٰن۔ اٰنِفًا۔ اَجَل (۵)
		ہ
۱	ہاتھ	ید۔ یمین۔ شمال۔ ذراع (۴)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابروؤں سے اشارہ کرنے کے لیے غَمَزَ آتا ہے اور عَرَّضَ میں اشارہ کرنا مقصود نہیں بلکہ اشارہ کنایہ سے بات سمجھانا مقصود ہوتا ہے۔

۲۲۔ اطاعت (پیروی، تابعداری، فرمانبرداری کرنا

کے لیے تَبِعَ، اِقْتَدَ (قدو) اُسْوَۃ (اسو) اَطَاعَ، اِسْتَجَابَ، اَسْلَمَ، قَنَتَ اور ذَعَنَ کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں:

۱۔ تَبِعَ: کسی کے پیچھے لگنا یا اس کے نقش قدم پر چلنا (مف) اور یہ ظاہری اور باطنی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ باطنی طور پر جیسے دین کی یا ہدایت کی یا کسی شخص کے عادات و اطوار کی پیروی کرنا۔ جیسے:

فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (۲/۳۸) — جس نے میری ہدایت کی پیروی کی ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

اور ظاہری طور پر کسی شخص کے پیچھے پیچھے چلنے کے لیے اَتْبَعَ آتا ہے۔ جیسے:

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ (۲۰/۷۸) — پھر پیچھا کیا فرعون نے اپنے لشکروں کو لے کر (عثمانیؒ)

۲۔ اِقْتَدَا: بمعنی کسی کی پیروی کرنا اور اس جیسا کام کرنا اور اَقْدٰی کے معنی نیکی اور دین کے راستہ میں کسی کی پیروی کرنا ہے (منجد) جیسا کہ مقتدی نماز کی حالت میں امام کی اقتداء کرتے ہیں۔ ارشادِ باری ہے:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ (۶/۹۰) — یہ وُہ لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت دی تھی تو تم انکی ہدایت کی پیروی کرو۔

اور اقتداء کا لفظ بُرے مفہوم میں بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ قُدْوَۃ دراصل انسان کی اس حالت کو کہتے ہیں جب وُہ کسی دوسرے کا تبع ہو (مف) اور قُدْوَۃٌ، مقتدا، رہنما اور پیشوا کے معنی میں بھی آتا ہے (منجد) تو اگر مقتدا، بُرا شخص یا بُری چیز یا بُرا نمونہ ہو تو اقتداء بھی ایسی ہی ہوگی۔ جیسے قرآن میں ہے:

اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ (۴۳/۲۳) — ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راہ پر پایا اور ہم ان ہی کے قدم بقدم چل رہے ہیں۔

۳۔ اُسْوَۃٌ اور قُدْوَۃٌ دونوں قریب المعنیٰ الفاظ ہیں۔ اور نمونہ یا قابل تتبع حالت کے لیے آتے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ اُسْوَۃٌ میں مواساۃ یعنی آپس میں ہمدردی اور غمگساری کا پہلو بھی پایا جاتا ہے۔ گویا اسوہ ایسا نمونہ ہے جس سے تسلی بھی ہو سکے اور اٰسِیْ مرہم پٹی کرنے والے، طبیب اور صلح جو کو کہتے ہیں (مف۔ م ل منجد) گویا اُسْوَۃٌ کا لفظ قُدْوَۃٌ سے زیادہ ابلغ ہے۔ ارشاد باری ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۳۳/۲۱) — تم کو پیغمبر خدا کی پیروی کرنی بہتر ہے (جالندھریؒ) تمہارے لیے بھلی تھی سیکھنی رسول اللہ کی چال (عثمانیؒ)

۴۔ اَطَاعَ: طوع بمعنی دل کی خوشی اور رضامندی (ضد کُرْہٌ بمعنی کراہت، نفرت، ناپسندیدگی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- اَفَاض: فاض (فیض) کے معنی کسی چیز کا بسہولت جاری ہو جانا (م-ل) یا پانی کا کسی جگہ سے اچھل کر بہہ نکلنا (مف) کہتے ہیں۔ اَفَاضَ السَّیْلُ پانی کا کثرت سے ہونا۔ اور وادی کے کناروں سے بہہ نکلنا۔ اور فَاضَتْ عَیْنُہٗ یعنی اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور افاض کے معنی (پانی وغیرہ کا) بسہولت بہانا کہتے ہیں۔ اَفَاضَ اِنَاءَہٗ اس نے اپنا برتن لبالب بھرا کہ پانی اوپر سے نیچے گرنے لگا۔ گویا اس کا اصل معنی (OVER FLOW) ہونا ہے قرآن میں ہے:

وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ (۷/۵۰)

اور دوزخی بہشتیوں سے (گڑگڑا کر) کہیں گے کہ کسی قدر زائد پانی ہم پر بھی بہا دو۔

۳- سَكَبَ: کے معنی (پانی وغیرہ کا) گرانا اور بہانا ہے۔ اور السَّکَب لگاتار بارش کو (منجد) یا موٹے موٹے قطروں والی بارش کو (م-ل) کہتے ہیں جس کا پانی بہہ نکلے۔ اور الاُسْکُوْب بمعنی لگاتار جھڑی (منجد) گویا سَکَبَ میں پانی وغیرہ کے گرنے یا بہنے کے ساتھ تسلسل یا دوام کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔ اور مَآءٍ مَّسْکُوْبٍ بمعنی جَارٍ دَائِمًا (م ق) قرآن میں ہے:

وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۙ وَّمَآءٍ مَّسْکُوْبٍ (۵۶/۳۱)

اور سایہ لمبا اور پانی بہتا ہوا۔ (عثمانیؒ)

۴- سَفَكَ: بمعنی خون یا پانی بہانا۔ لیکن اس کا اطلاق زیادہ تر خون بہانے پر ہوتا ہے۔ اور سفَّاك خونریز انسان کو کہتے ہیں (م-ل) ارشادِ باری ہے:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ (۲/۸۴)

اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ آپس میں کشت و خون نہ کرو گے۔

۵- سَفَحَ: کے معنی بھی لغوی لحاظ سے خون یا پانی بہانے کے ہیں (مف) اور بمعنی کسی بہنے والی چیز کا سرعت سے بہنا اور جاری ہونا (فق ل ۲۵۰) قرآن میں دَمًا مَّسْفُوْحًا بہتا ہوا خون کے معنوں میں آیا ہے۔ تاہم اس لفظ کا عموماً استعمال منی کا پانی ناجائز طور پر بہانے یا بدکاری کرنے کے لیے ہوتا ہے، مُسَافِحٌ کے معنی بدکار مرد اور مُسَافِحَة بمعنی بدکار عورت۔ ارشادِ باری ہے:

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ (۴/۲۴)

اور ان (محرمات) کے علاوہ اور سب عورتیں تم پر حلال ہیں۔ اس طرح کہ مال خرچ کر کے ان سے نکاح کر لو بشرطیکہ نکاح سے مقصود عفت قائم رکھنا ہو، نہ کہ شہوت رانی۔

۶- فَجَرَ: کے اصل معنی کسی چیز کو وسیع طور پر پھاڑنا کے ہیں (مف) بہنے والی چیزوں کے متعلق اس کا استعمال وسعت پر دلالت کرتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الزامات دیے جاتے رہے۔ ہم یہاں یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کے کاموں اور پیغمبروں کے کام میں بنیادی فرق کیا ہے؟

۱۔ سَاحِرٌ: (بمعنی جادوگر) انبیاء و رسل کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض دفعہ از خود، بعض دفعہ کفار کے مطالبہ پر اور بعض دفعہ کسی اشد ضرورت کے تحت معجزات[1] عطا کیے جاتے رہے تو کفار فوراً جادوگر کا الزام دے دیتے۔ ارشادِ باری ہے:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَ اِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ (۵۴/۱-۲)

قیامت قریب آپہنچی اور چاند پھٹ گیا۔ اور اگر کافر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو جادو ہے ہمیشہ سے چلا آتا۔

پہلی آیت میں انشقاقِ قمر کا معجزہ بیان کرنے کے بعد فوراً یہ حقیقت بتلائی گئی کہ کفار کا تو کام ہی یہ رہے کہ وہ جھٹ معجزہ کو جادو کہہ دیتے ہیں۔ لہٰذا جادو اور معجزہ کا فرق سمجھنا ضروری ہے۔ اور یہ فرق درج ذیل ہیں۔

(۱) جادو میں اشیاء کی ماہیت اور حقیقت نہیں بدلتی بلکہ لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا جاتا ہے۔ اور انہیں چیز کچھ کی کچھ دکھائی دینے لگتی ہے۔ موسیٰؑ کے مقابلہ میں جادوگروں نے رسیوں اور لاٹھیوں کے جو سانپ بنائے تھے ان کے متعلق ارشادِ باری ہے:

فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ (۷/۱۱۶)

جب ان جادوگروں نے جادو کی چیزیں ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا (یعنی نظر بندی کر دی) اور انہیں بہت ڈرا دیا اور بہت بڑا جادو دکھایا۔

جبکہ معجزہ کی صورت میں چیز کی ماہیت اور حقیقت ہی بدل جاتی ہے۔ جیسے حضرت موسیٰؑ کا عصا جسے پھینکنے پر تو سانپ بن جاتا۔ مگر پھر پکڑنے سے اپنی اصلی حالت میں آجاتا تھا۔

(۲) معجزہ سے نئی پیدا شدہ چیز یا تو اسی صورت میں قائم اور بحال رہتی ہے جیسے چاہِ زمزم یا بارہ چشموں کا اجرا یا پھر اپنی اصلی حالت پر لوٹ آتی ہے۔ جیسے انشقاقِ قمر، عصائے موسیٰ یا یدِ بیضا۔ معجزہ کا اہلاک ممکن نہیں جبکہ جادو کا اہلاک ممکن ہے۔ جیسے جادوگروں کے بنائے ہوئے سانپوں کو حضرت موسیٰ کا عصا (سانپ) ہڑپ کر گیا تھا۔

---

[1] قرآن میں معجزہ کا لفظ نہیں آیا۔ اس کی بجائے اٰیۃ، اٰیۃ بینۃ، مبصرۃ اور برھان کے الفاظ آئے ہیں۔ قرآن کے بیان، اندازِ بیان اور سیاق و سباق سے بھی فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ لفظ اپنے معروف معنوں میں استعمال ہوا ہے یا معجزہ کے معنوں میں۔ اور بعض دفعہ ان الفاظ میں سے کوئی بھی نہیں آتا۔ صرف اندازِ بیان ہی سے معجزہ ثابت ہو جاتا ہے۔ مثلاً سُبْحَانَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى میں سُبْحَان کا لفظ جو کلمہ حیرت و استعجاب ہے۔ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ سفر روحانی نہیں بلکہ جسمانی تھا اور معجزہ تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ البتہ صاحب فقہ اللغتہ کے نزدیک ہر وُہ چیز غائب ہے جو انسان کے علم اور حواس سے پوشیدہ ہو۔ لیکن دل میں اس کا تصور جمایا جاسکتا ہو (فل ۱۶) قرآن میں ہے:

وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ (۲۷/۷۵)	آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز پوشیدہ نہیں مگر وہ کتاب مبین میں لکھی ہوئی ہے۔

۲۔ اَفَلَ: اجرام فلکی (مثلاً سورج، چاند، ستارے) کے چھپنے یا ڈوبنے کے لیے اس لفظ کا استعمال ہوتا ہے (مف) قرآن میں ہے:

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّآ اَفَلَ (۶/۷۸)	پھر جب چاند کو چمکتے دیکھا تو حضرت ابراہیمؑ کہنے لگے یہ میرا رب ہے۔ پھر جب وُہ بھی ڈوب گیا۔

۳۔ غَرَبَ: یہ لفظ سورج کے چھپنے یا ڈوبنے کے لیے استعمال ہوتا ہے (جیسے شرق نکلنے کے لیے اور طَلَعَ میں سورج سمیت سب سیارے شامل ہیں) (مف) قرآن میں ہے:

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ (۱۸/۱۷)	اور جب سورج نکلے تو تم دیکھو گے کہ (دھوپ) ان کے غار سے داہنی طرف سمٹ جائے اور جب غروب ہو تو ان سے بائیں طرف کترا جائے۔

۴۔ عَزَبَ: دُور نکل جانے کی وجہ سے آنکھوں سے اوجھل ہو جانا۔ اور عازب اس آدمی کو کہتے ہیں جو گھاس کی تلاش میں اہل وعیال سے دُور نکل جائے (مف) اور عَزَّبَ بمعنی دیر تک غائب رہنا (منجد) قرآن میں ہے:

وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ (۱۰/۶۱)	اور تیرے رب سے ذرہ بھر چیز بھی اوجھل نہیں رہ سکتی۔

۵۔ وَقَبَ: بمعنی کسی گڑھے میں اتر کر غائب ہو جانا۔ سورج کے غروب ہونے کے لیے وَقَبَتِ الشَّمْسُ کا محاورہ ہے۔ اور وقب الظلام اندھیرا پھیل جانے کو کہتے ہیں (مف) اَلْوَقْبُ بمعنی پتھر کا گڑھا جس میں پانی جمع ہو جائے۔ اور وَقَبَ گڑھے میں داخل ہونے کو کہتے ہیں (منجد) قرآن میں ہے:

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ (۱۱۳/۳)	اور شبِ تاریک کی بُرائی سے، جب اس کا اندھیرا چھا جائے۔

۶۔ بَطَنَ: بطن بمعنی پیٹ یا کسی چیز کا اندرونی حصہ ہے۔ اور اندرونی حصہ چونکہ مکمل طور پر پوشیدہ ہوتا ہے۔ لہٰذا بَطَنَ کا استعمال کسی چیز کے مکمل طور پر پوشیدہ ہونے پر ہوتا ہے اور اس کی ضد ظَهَرَ ہے۔ (مف) قرآن میں ہے:

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (۷/۳۳)	آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب نے ہر طرح کی بے حیائیاں وُہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ سب حرام کر دی ہیں۔

۷۔ تَوَارٰى: وری بمعنی حقیقت پر پردہ ڈالنا۔ اور یتواری بمعنی کسی حقیقت سے شکست خوردہ ہو کر خود دوسرے لوگوں سے چھپتے پھرنا (مف) قرآن میں ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رد کرنا۔ ہلاک کرنا (منجد) یہ لفظ غصہ کی حالت میں ذلیل وخوار اور رسوا کرنے کے معنوں میں آتا ہے۔ ارشاد باری ہے،

إِنَّ الَّذِينَ يُحَآدُّونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں
كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۔ وہ اسی طرح ذلیل کیے جائیں گے جیسے ان سے
(۵/۵۸) پہلے لوگ ذلیل کیے گئے تھے۔

ماحصل: (۱) أَذَلَّ: اعلیٰ کا ادنیٰ کو زیردست بنانا یا ذلیل کرنا۔

(۲) أَهَانَ: ازراہِ عداوت توہین کرنا۔ بسا اوقات ذلیل کرنا یہ برابر کا آدمی بھی کرسکتا ہے۔

(۳) أَخْزٰى: کسی کے عیوب ظاہری کی بنا۔ پر اسے ذلیل کرنا۔

(۴) فَضَحَ ۔ کسی کی برائی بیان کرکے دوسروں کی نظروں میں گرانا۔

(۵) تحدی: نہایت حقیر سمجھنا۔

(۶) کبت: غصہ کی حالت میں کسی کو ذلیل اور رسوا کرنا۔

۶۔۔۔۔۔ ذمہ داری

کے لیے ذِمَّة اور نَحْب کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ ذِمَّة: بمعنی عہد کی ایک قسم۔ عہد و وفاداری۔ امان۔ حفاظت۔ ذمہ داری۔ عہدِ امان۔ کہتے ہیں أَنْتَ فِي ذِمَّةِ اللّٰهِ یعنی تم اللہ کی پناہ میں ہو۔ اور ذِمِّي یا اهل الذمة وہ غیر مسلم ہیں جو عہد و پیمان کی بنا۔ پر دارالاسلام میں مسلمانوں کو جزیہ ادا کرکے ان کی امان اور حفاظت میں رہتے ہیں (منجد) کبھی یہ لفظ محض عہد و پیمان اور اس کی ذمہ داری کو نباہنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ارشادِ باری ہے،

لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً ۔ یہ لوگ کسی مومن کے حق میں نہ تو رشتہ داری کا پاس
(۱۰/۹) کرتے ہیں اور نہ عہد کا۔

۲۔ نَحْب: اس نذر کو کہتے ہیں جس کا پورا کرنا واجب ہو (مف) اور نَحَبَ الرَّجُل یعنی آدمی نے اپنی جان پر ایک چیز واجب کی (م۔ق) گویا نحب وہ ذمہ داری ہے جو انسان نے خود اپنے آپ پر لازم قرار دے لی ہو خواہ یہ نذر کی ذمہ داری ہو یا عہد کی۔ ارشادِ باری ہے،

فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ (۲۳/۲۳) ۔ پھر ان میں کچھ ایسے ہیں جو اپنا ذمہ (لڑائی پر جانے کا عہد) پورا کرچکے اور کچھ ابھی انتظار کر رہے ہیں۔

ماحصل: ذِمَّة، دوسرے سے عہد و پیمان کو نباہنے کی ذمہ داری ہے اور نحب اپنے آپ پر لازم کی ہوئی چیز کو نباہنے کی ذمہ داری کو کہتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوتا۔ فق ل۔ ۲۳۷) ارشادِ باری ہے:

بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوا يُخْفُونَ مِنْ قَبْلُ (۶/۲۸)	بلکہ جو کچھ وُہ اس سے پہلے چھپاتے رہے سب کچھ ظاہر ہو گیا۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ (۷/۲۲)	اُن دونوں (آدم وحوا) کے ستر کی چیزیں کھل گئیں تو وُہ جنت کے (درختوں کے) پتے اپنے اوپر چپکانے لگے۔

پھر اس لفظ کا استعمال معنوی طور پر بھی ہوتا ہے۔ جیسے فرمایا:

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ (۱۲/۳۵)	یہ نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی ان لوگوں کی سمجھ میں یہی بات آئی کہ یوسفؑ کو کچھ عرصہ کے لیے قید کر دیں۔

۴۔ عَثَرَ: عَثَرَ بمعنی پھسل جانا اور گر پڑنا ہے (مف) اور عَثَرَ کا استعمال ظاہر ہونے کے معنی میں اس وقت ہو گا۔ جب کوئی شخص جھوٹ بول کر کوئی بات چھپانے کی کوشش کر رہا ہو لیکن غلطی سے کوئی سچی بات از خود اس کے منہ سے نکل جائے جس سے حقیقت ظاہر ہو جائے۔ ارشادِ باری ہے:

فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا (۵/۱۰۷)	پھر اگر یہ معلوم ہو جائے کہ دونوں نے (جھوٹ بول کر) گناہ حاصل کیا ہے۔

۵۔ تَبَيَّنَ اور اِسْتَبَانَ: بَانَ بمعنی کسی چیز کا دوسری سے الگ ہو کر ظاہر ہونا اور واضح ہونا (م ل) گویا اس کے معنی میں تین باتوں کا تصور پایا جاتا ہے (۱) افتراق (۲) بُعد اور (۳) وضوح (م ل) اور تَبَيَّنَ بھی انہی معنوں میں استعمال ہو گا۔ ارشادِ باری ہے:

قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (۲/۲۵۶)	ہدایت (صاف طور پر ظاہر اور) گمراہی سے الگ ہو چکی ہے۔

دوسرے مقام پر ہے:

وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ (۶/۵۵)	اور اس لیے کہ گنہگاروں کا راستہ ظاہر ہو جائے۔

۶۔ حَصْحَصَ: جب کوئی بات کسی دباؤ کی وجہ سے پردۂ اخفا میں رہے اور دباؤ اٹھ جانے کے بعد وُہ ظاہر ہو جائے (مف) تو حَصْحَصَ کا لفظ استعمال ہو گا۔ قرآن میں ہے:

قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ (۱۲/۵۱)	عزیزِ مصر کی بیوی نے کہا۔ اب تو حق کھل کر سامنے آ گیا۔ میں نے ہی یوسفؑ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا۔

۷۔ تَجَلّٰی: کسی روشن اور خوبصورت چیز کا اچھی طرح ظاہر ہونا (تفصیل "روشن ہونا" میں دیکھیے) ارشادِ باری ہے:

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا (۷/۱۴۳)	پھر جب اس کا پروردگار پہاڑ پر نمودار ہوا تو تجلی (انوارِ ربانی) نے اس کو ریزہ ریزہ کر دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر جس طرح یہ لفظ مادی طور پر استعمال ہوتا ہے معنوی طور پر بھی ہوتا ہے ارشادِ باری ہے،

اَلَا فِی الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا (۹/۴۹) دیکھو یہ لوگ فتنہ میں پڑ گئے۔

اور سُقِطَ فِیْ یَدِہٖ بطور محاورہ استعمال ہوتا ہے بمعنی کسی کا نادم و شرمندہ ہونا۔ صرف ضمیر کی تبدیلی سے صیغہ بدلتا ہے۔ ارشادِ باری ہے،

وَلَمَّا سُقِطَ فِیْٓ اَیْدِیْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا (۷/۱۴۹) اور جب وہ نادم ہوئے اور دیکھا کہ وہ بھٹک گئے ہیں۔

اور گرانا کے لیے اَسْقَطَ استعمال ہوگا۔ قرآن میں ہے؛

فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ (۲۶/۱۸۷) اگر تم سچے ہو تو ہم پر آسمان سے ایک ٹکڑا لا گراؤ۔

۲۔ خَرَّ: کسی چیز کا آواز اور اضطراب کے ساتھ گرنا (م۔ل) یعنی گرتے وقت بے چینی یا لرزش بھی ہو اور گرنے پر آواز بھی پیدا ہو اور خریر بمعنی پانی کے گرنے کی یا ٹپکنے کی آواز (م۔ل) ارشادِ باری ہے؛

فَلَمَّا خَرَّ تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ (۳۴/۱۴) پھر جب سلیمانؑ گر پڑے تب جنوں کو معلوم ہوا کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت کی تکلیف میں نہ پڑے رہتے۔

۳۔ هَدَمَ: کسی عمارت یا تعمیر کا گرنا (م۔ل) اور هَدَّمَ بمعنی کسی عمارت کو مسمار کرنا۔ گرانا۔ ڈھا دینا۔

اِنْهِدَام مشہور لفظ ہے جو هَدَمَ کے معنی میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ ارشادِ باری ہے؛

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ (۲۲/۴۰) اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ دفع نہ کرتا رہتا تو یہ خانقاہیں اور گرجے وغیرہ گرائے جا چکے ہوتے۔

۴۔ هَدَّ: کسی عمارت وغیرہ کا ٹوٹ کر دھڑام سے زمین پر گرنا جس سے آواز پیدا ہو (م۔ل) اور بمعنی شدۃ الہدم (ف ل ۴۷) ارشادِ باری ہے؛

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا۔ (۱۹/۹۱) قریب ہے کہ اس افترا سے آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ پارہ پارہ ہو کر گر پڑیں۔

۵۔ اِنْقَضَّ: کسی عمارت یا دیوار کا تڑخ جانا۔ اور گرنے کے قریب ہونا (ف ل ۲۹۷) قَضَّ الْحَائِطَ بمعنی دیوار کو گرایا۔ اور اِنْقَضَّ الْحَائِطُ بمعنی دیوار پھٹی اور گر پڑی (م۔ق) ارشادِ باری ہے؛

فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ (۱۸/۷۷) پھر انہوں نے ایک دیوار دیکھی جو گرا چاہتی تھی تو خضرؑ نے اسے استوار کر دیا۔

۶۔ هَبَطَ: بمعنی گرنا۔ اترنا۔ نکلنا۔ اس لفظ میں قہر اور اضطرار کا پہلو پایا جاتا ہے (مف) هبط الثمن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہی مہمان۔ارشادِ باری ہے ؛

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا (۱۹/۸۵) — جس دن ہم پرہیزگاروں کو اللہ کے سامنے (بطور) مہمان جمع کریں گے۔

۴۷ ـــــ مہینے

کے لیے شُھُوْر اور اَشْھُر کے الفاظ قرآن میں آئے ہیں (اور یہ دونوں لفظ شَھْر بمعنی مہینہ کی جمع ہیں۔یعنی ایک ہلال سے لے کر دوسرے ہلال تک کی درمیانی مدت)

۱۔ شُھُوْر: بمعنی کل مہینے۔مہینوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد۔ارشاد باری ہے ؛

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ (۹/۳۶) — جس دن سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمانوں کو پیدا کیا اسی وقت سے اللہ کے مقررہ قانون کے مطابق اللہ کے ہاں مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔

۲۔ اَشْھُر: بمعنی مقررہ مدت کے مہینے۔ان کی تعداد بہرحال بارہ سے کم ہی ہوگی۔جب عدد مذکور اور مفرد ہو تو اشہر استعمال ہوگا۔اَشْھُر جمع قلت کا وزن ہے جس کا اطلاق ۳ سے ۱۰ تک ہوتا ہے۔ارشادِ باری ہے ؛

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ (۲/۲۲۶) — ان لوگوں کے لیے جو اپنی بیویوں سے جدا رہنے کی قسم کھا بیٹھتے ہیں۔چار ماہ انتظار کرنا ہوگا۔

۴۸ ـــــ میخ

کے لیے دُسُر اور اَوْتَاد کے الفاظ قرآنِ کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ دُسُر (واحد دِسَار) دَسَر بمعنی نیزہ مارنا یا کیل ٹھونکنا۔اور دِسَار بمعنی جہاز وغیرہ کی درز بند کرنے کے لیے پرانی رسیوں کی سَن۔میخ (منجد) ارشادِ باری ہے ؛

وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ (۵۴/۱۳) — اور ہم نے نوح کو ایک کشتی پر، جو تختوں اور میخوں سے تیار کی گئی تھی سوار کیا۔

۲۔ اَوْتَاد: (وَتَد کی جمع) وَتَد بمعنی کھونٹی، بڑی میخ (پنجابی کلّہ) لکڑی کا ہو یا لوہے کا یا کسی دوسری چیز کا۔اور وتدان بمعنی کندھوں کے ابھرے ہوئے حصے (مف۔منجد) یعنی وَتَد وہ چیز ہے جس کا کچھ حصہ باہر بھی نکلا ہوا ہو۔اور وَتَدَ بمعنی مضبوط کلہ گاڑا اور وَتْد بمعنی لکڑی کی میخ اور اَوْتَادُ الْاَرْضِ بمعنی پہاڑ (م ق) ارشاد باری ہے :

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۙ — کیا ہم نے زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو اس کی میخیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی استعمال کیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (۲/۴۳) — اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور جھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو۔

سَجَدَ: کا لغوی معنٰی عاجزی اور فروتنی کرنا ہے (مف۔منجد) اور اسی معنٰی میں کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ کرتی ہے۔ مگر شرعی اصطلاح میں اس کا معنٰی نماز میں ایک مخصوص معروف شکل میں بیٹھ کر پیشانی اور ناک کو زمین پر رکھنا ہے۔ رکوع کی طرح سجدہ بھی نماز کا اہم رکن ہے۔

ارشاد باری ہے:

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا (۴۸/۲۹) — تُو انہیں رکوع کرتے اور سجدہ کرتے دیکھتا ہے۔ وہ خدا کا فضل اور اس کی خوشنودی ڈھونڈتے ہیں۔

موقتہ معروف نمازوں کے علاوہ قرآن میں صلوٰۃِ قصر (مسافر کی نماز) اور صلوٰۃ الخوف (جنگ کے دوران نماز) اور نماز جنازہ اور نماز تہجد کا بھی ذکر آیا ہے۔ اور صلوٰۃ کا لفظ قرآن میں چار معنوں میں آیا ہے۔ (۱) موقتہ نمازوں کے لیے (۲) نماز جنازہ کے لیے جس میں رکوع و سجود نہیں ہوتا۔ صرف قیام ہی قیام ہوتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا (۹/۸۵) — اور (اے پیغمبرؐ!) ان (منافقین) میں سے اگر کوئی مر جائے تو کبھی اس کی نماز جنازہ نہ پڑھنا۔

(۳) صرف دُعا کے معنوں میں۔ جیسے فرمایا:

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّھُمْ (۹/۱۰۳) — اور اُن (زکوٰۃ ادا کرنے والوں) کے حق میں دعائے خیر کرو کہ تمہاری دُعا ان کے لیے موجبِ تسکین ہے۔

اور (۴) اگر صلوٰۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی ہو تو اس کا معنٰی رحمت نازل کرنا ہے۔ ارشاد باری ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰۗىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَي النَّبِيِّ (۳۳/۵۶) — اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر رحمت بھیجتے ہیں۔

۲- زکوٰۃ: کا لغوی معنٰی بڑھنا۔ زیادہ ہونا۔ پھلنا پھولنا اور نشوونما پانا ہے (منجد۔مف) اور شرعی اصطلاح میں زکوٰۃ اپنے زائد اموال کا وہ حصّہ ہے جسے شریعت نے راہِ خدا میں نکال کر ادا کرنا فرض قرار دیا ہے۔ زکوٰۃ کا ذکر بھی قرآن میں تقریباً ستر مقامات پر آیا ہے۔ لیکن اموالِ زکوٰۃ، نصاب زکوٰۃ اور شرح زکوٰۃ کی کوئی تفصیل موجود نہیں۔ یہ صرف سنّت رسولؐ سے ملتی ہے۔ زکوٰۃ کو قرآن میں صدقہ بھی کہا گیا ہے۔ اور ایک اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ صاحبِ نصاب لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر کے زکوٰۃ کے مصارف میں خرچ کرے۔ ارشاد باری ہے:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً (۹/۱۰۳) — (اے پیغمبرؐ!) ان (مومنوں) کے اموال میں سے صدقہ وصول کیجیے۔

صدقہ نفلی یا تطوعًا بھی ہوتا ہے اور فرضی بھی۔ فرضی صدقہ کا ہی دوسرا نام زکوٰۃ ہے۔ اس آیت میں خُذْ کا لفظ اس صدقہ کو فرض یا زکوٰۃ قرار دے رہا ہے۔ دوسرے خُذْ کے لفظ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ